اسم تاریخی

اشرف التفاسیر

تفسیر نعیمی

(پارہ ششم)

مُصنّف

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ بیسمنٹ میاں مارکیٹ 38۔ اردو بازار لاہور
Ph:7354851

نام کتاب ——— تفسیر نعیمی (پارہ ششم)

مصنف ——— حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

تعداد صفحات ——— 647

کمپوزنگ ——— چوہدری کمپیوٹر سنٹر (لاہور)

PH:-7600123-6315430

پرنٹر ——— تایا سٹر پرنٹرز' لاہور

ناشر ——— مکتبہ اسلامیہ '38 اردو بازار' لاہور۔

قیمت ———

کے آخری ولی۔ امام مہدی۔ اور اصحاب کہف آپ کے خدام ہوں گے۔ نکاح کریں گے صاحب اولاد ہوں گے۔ امام سیوطی نے تفسیر در منثورہ میں سورہ کہف کی تفسیر میں فرمایا کہ چار نبی زندہ ہیں۔ دو آسمانوں میں حضرت ادریس و عیسیٰ دو زمینوں میں حضرت خضر و الیاس علیہم الصلوۃ والسلام۔ جناب خضر کا مرکزی مقام پانی ہے۔ حضرت الیاس کا مرکزی مقام خشکی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روح اول ہیں اور حضرت مسیح عقل اول۔ اسی اولیت میں شرکت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معراج آسمانی ہوئی اور جناب مسیح کو بھی عروج آسمانی دیا گیا۔ اگرچہ دونوں معراجوں کی حکمتوں میں فرق ہے اور اس وجہ سے حضرت مسیح کو خاتمیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصی نسبت ہے۔ (روح البیان) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ملکی انسان بنایا اور زمینی و آسمانی مخلوق میں سے قرار دیا۔ انہیں فرشتوں کی طرح کھانے پینے پہننے سے بے نیاز کر دیا۔ اب وہ فرشتوں کی طرح عرشی ہیں (عرائس البیان)

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ

اور نہیں ہے کوئی کتاب والوں سے مگر وہ ضرور ان پر ایمان لے آوے گا انکی وفات سے پہلے اور

کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور

الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾

دن قیامت کے ہوں گے وہ ان پر گواہ

قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا

تعلق اس آیت کا پچھلی آیات سے چند طرح تعلق ہے۔ **پہلا تعلق** پچھلی آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ تشریف لے جانے کا ذکر تھا اور اس وقت پیش آنے والے واقعات کا تذکرہ ہوا۔ اب آپ کے آسمان سے واپس تشریف لانے کا ذکر ہے اور اس وقت اہل کتاب کے جو حالات ہوں گے اس کا تذکرہ ہے۔ چونکہ آپ کا آسمان پر جانا بھی عجیب تھا۔ اور اب وہاں سے آنا بھی عجیب ہوگا۔ لہٰذا ایک عجیب واقعہ کے بعد دوسرے عجیب واقعہ کا ذکر ہوا۔ **دوسرا تعلق** پچھلی آیت میں یہود و نصاریٰ کے اس اختلاف و شبہ کا ذکر ہوا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اب تک ان میں ہے اب اس اختلاف کی انتہاء کا ذکر ہے کہ قریب قیامت جب وہ جناب زمین پر تشریف لائیں گے تو ان کے متعلق لوگوں کے سارے اختلافات ختم ہو جائیں گے۔ گویا اختلاف کی ابتداء کا ذکر پہلے ہوا اس اختلاف کی انتہا کا ذکر اب ہے۔ **تیسرا تعلق** پچھلی آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہود و نصاریٰ کے کفریہ عقائد کا ذکر ہوا کہ یہ دونوں فرقے ان کے متعلق غلط عقیدے رکھ کر کافر ہوئے۔ اب ان دونوں فرقوں کے اس کفر کی انتہا کا ذکر ہے کہ ان کے یہ کفریہ عقیدے

اس وقت تک ہیں جب تک کہ وہ جناب پردہ غیب میں ہیں۔ ان کے اس عالم مشاہدہ میں آتے ہی یہ تمام عقیدے باطلہ ختم ہو جاویں گے۔ اور یہود و نصاریٰ دونوں ان جناب کی عبدیت و نبوت پر ایمان لائیں گے۔ شعرہ۔

☆ کفر و اسلام کے جھگڑے ترے چھپنے سے بڑھے ☆ تو اگر پردہ اٹھا دے تو تو ہی تو ہو جائے ☆

تفسیر **وان من اهل الكتب** چونکہ یہ کلام نیا ہے اس لئے اس کے شروع میں واؤ ابتدائیہ آیا۔ ان نافیہ ہے۔ "ما" زائدہ قرآن مجید میں ہے کبھی کتاب ۔ بمعنی خط و تحریر آتا ہے جیسے بلقیس نے کہا تھا **القى الى كتب كريم** کبھی ۔ بمعنی قرآن مجید جیسے **ذلك الكتب لا ريب فيه** مگر اہل کتاب میں کتاب سے توریت انجیل زبور مراد ہوتی ہے۔ یہاں وہی مراد ہے اگرچہ یہود و نصاریٰ بھی عقیدوں میں مشرک و کافر ہیں مگر چونکہ اپنے کو نبیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں خواہ غلط نسبت ہی سہی اس لئے انہیں مشرکین یا کفار نہیں کہا جاتا۔ اہل کتاب کہا جاتا ہے۔ ان کے احکام بھی مشرکین و کفار کے احکام سے نرم ہیں۔ کہ ان کا ذبیحہ حلال ان کی عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح درست ہے۔ یہاں اہل کتاب سے مراد سارے یہود و نصاریٰ ہیں یعنی توریت انجیل کے ماننے والے اس سے صرف عیسائی یا علماء اہل کتاب مراد لینا سخت غلطی ہے جیسا کہ مرزائیوں سے سرزد ہوئی۔ جس کا ذکر انشاء اللہ اعتراض و جواب میں آئے گا **الا ليؤمنن به قبل موته**۔ الا حرف استثناء ہے۔ جس کا مستثنیٰ منہ پوشیدہ ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ الا ۔ بمعنی لکن ہو یعنی اہل کتاب کسی حالت میں نہ ہوں گے سوا اس حال کے کہ ایمان لے آئیں گے۔ غرض کہ انہیں بجز عیسیٰ علیہ السلام پر صحیح ایمان کے چارہ کار نہ ہوگا۔ "لیومنن" میں ایمان سے مراد صحیح ایمان ہے۔ جو اسلام کی تعلیم کے مطابق ہے ورنہ عیسائی تو آج بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں یہ ایمان محض کفر ہے "بہ" کے متعلق مفسرین کے تین قول ہیں ایک یہ کہ وہ کا مرجع رب تعالیٰ ہے دوسرا یہ کہ اس کا مرجع حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (تفسیر خازن' سراج منیر در منثور وغیرہ) تیسرے یہ کہ اس کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں (عام تفاسیر) مگر پہلی دو تفسیریں نہایت ہی ضعیف ہیں۔ تیسری تفسیر نہایت قوی کیونکہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا ذکر ہو رہا ہے۔ نہ کہ خداوند تعالیٰ کا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لہذا صحیح یہ ہی ہے کہ بہ کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہیں "قبل موتہ" قبل ظرف ہے۔ **ليؤمنن** کا۔ موت سے مراد ہے وفات اور ہ کے متعلق دو قول ہیں ایک یہ کہ اس کا مرجع اہل کتاب ہیں۔ معنی یہ ہیں نہیں ہے کوئی اہل کتاب مگر وہ اپنی موت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آوے گا۔ یعنی اپنے مرنے سے پہلے غرغرہ کی حالت میں پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر صحیح ایمان لاتا ہے۔ پھر اس کی جان نکلتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کتابی قتل کیا جاوے۔ دریا میں ڈوبے۔ جل جاوے۔ اسے شیر کھا جاوے کسی طرح مرے پہلے وہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتا ہے۔ اس طرح کہ یہودی تو اس جناب کو سچا نبی مان لیتا ہے اور عیسائی ان کی عبدیت یعنی اللہ کا بندہ ہونے کا قرار کرلیتا ہے۔ پھر اس کی جان نکلتی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس کی ایک تفسیر یہ ہی ہے۔ دوسرے یہ کہ ہ ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام اور موت سے مراد آپ کی وہ وفات شریف ہے جو قریب

قیامت آپ کے زمین پر تشریف لانے یہاں سات سال یا چالیس سال رہنے کے بعد آوے گی اور اس عبارت کے معنی یہ ہیں۔ کہ ان جناب کے زمین پر تشریف لانے پر اس وقت جتنے کتابی ہوں گے یہودی ہوں یا عیسائی وہ آپ کی زندگی شریف میں پر ایمان لے آئیں گے۔ اس وقت دنیا میں سوا اسلام کے اور کوئی دین نہ ہو گا۔ پہلی تفسیر بہت ضعیف ہے دوسری تفسیر نہایت ہی قوی ہے چند وجہ سے **ایک** یہ کہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے۔ عام مفسرین نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر جلالین۔ صاوی۔ جمل۔ خازن۔ بیضاوی۔ مدارک خزائن عرفان وغیرہ دوسرے یہ کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت تشریف لائیں گے چنانچہ امام بخاری نے بخاری شریف میں باب باندھا عیسیٰ ابن مریم کا نزول۔ اس میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعا روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عنقریب عیسیٰ ابن مریم تم میں منصف حاکم بن کے اتریں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو دنیا سے فنا کردیں گے (یعنی کسی کو عیسائی یہودی رہنے کی اور سور کھانے کی اجازت نہ دیں گے) جزیہ کا مسئلہ ختم فرمادیں گے (یعنی اس وقت اسلام یا قتل ہو گا کسی کو کافر رہنے کی اجازت نہ ہو گی) دنیا میں مال کی فراوانی ہو گی۔ تمام لوگ متقی مومن ہوں گے۔ حتی کہ لوگوں کی نظر میں ایک سجدہ دنیا بھر کی نعمتوں سے زیادہ پیارا ہو گا۔ پھر آپ نے یہ ہی آیت تلاوت کی **وان من اهل الكتب** یہ حدیث مسلم نے حسن طوالتی سے روایت کی۔ نیز یہ حدیث بہت سے محدثین نے نقل فرمائی تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا اجماع اس پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اس وقت سارے عالم میں صرف مسلمان رہیں گے۔ کیونکہ تمام دنیا والے ایمان لے آئیں گے۔ یہ تفسیر اجماع امت کے مطابق ہے۔ چوتھے یہ کہ مرتے وقت غرغرہ کی حالت کا ایمان شرعا معتبر نہیں۔ اگر اہل کتاب اپنے مرتے وقت ایمان لے بھی آویں تو قبول نہیں پھر اس غیر معقول ایمان کا ذکر بے فائدہ ہی ہے۔ پانچویں یہ کہ پہلی تفسیر آیت کریمہ کے مقصد کے بھی خلاف ہے۔ اور اس موقعہ کے بھی خلاف کیونکہ یہاں یہود کے اس قول کی تردید ہو رہی ہے کہ ہم نے جناب مسیح کو سولی دیدی اور ان کی موت واقع ہو چکی۔ رب نے فرمایا کہ یہ غلط ہے۔ وہ زندہ ہیں پھر دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اگرچہ ابھی یہود یہ نہ مانیں مگر جب وہ آئیں گے تو انہیں ماننا پڑ جاوے گا۔ کہ آپ کی موت واقع نہ ہوئی تھی۔ ہم غلطی پر تھے مقصد تو یہ ہے اگر آیت کے معنی یہ ہوں کہ یہودی عیسائی اپنے مرنے سے پہلے اس پر ایمان لے آتے ہیں تو اس آیت کو اس مقام سے مناسبت کیا ہوئی اور اس میں یہود کی تردید کیسے ہوئی چھٹے یہ کہ اس آیت کے آخر میں ارشاد ہے۔ **يكون عليهم شهيدا** عیسیٰ علیہ السلام ان اہل کتاب کے خلاف گواہی دیں گے۔ یہ جملہ اس تفسیر کے بالکل خلاف ہے اور بے تعلق ہو جاوے گا۔ بہر حال دوسری تفسیر ہی قوی ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لے آویں گے یہ واقعہ قریب قیامت ہو گا **ويوم القيمة يكون عليهم شهيدا** اس عبارت میں جناب مسیح کے دوسرے کمال کا ذکر فرمایا گیا۔ **يكون** کا اسم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ضمیر ہے۔ **عليهم** میں ہم کی ضمیر یا تو سارے اہل

کتاب کی طرف لوٹتی ہے عیسائی ہوں یا یہودی یا ان یہودیوں کی طرف ہے جنہوں نے آپ پر ظلم و ستم کئے آپ کو قتل کرنے کی کوشش کی اور ان عیسائیوں کی طرف جنہوں نے بروقت آپ سے بے وفائی کی۔ شہید سے مراد خلاف گواہی دینے والا گواہ ہے کیونکہ علیٰ ضرر کے لئے ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت میں رب تعالیٰ کے سامنے تمام یہودیوں یا عیسائیوں یا ان ظالم و بے وفا یہودیوں اور عیسائیوں کے خلاف گواہی دیں گے مقصد یہ ہے کہ ان ظالموں بے وفاؤں نے یہ حرکتیں کر کے جناب عیسیٰ علیہ السلام کا تو کچھ نہ بگاڑا وہ تو اللہ کی حفاظت میں زندہ ہیں۔ پھر زمین پر آئیں گے۔ خود اپنا ہی بگاڑ لیا کہ اپنے خلاف ایک نبی کی گواہی بنالی۔ مگر پہلی تفسیر بہت ہی قوی ہے کہ آپ سارے اہل کتاب بنی اسرائیل کے خلاف گواہی دیں گے۔ کیونکہ یہاں آیت کریمہ میں کسی جماعت کسی واقعہ کی قید نہیں۔ **علیهم** مطلق ارشاد ہوا ہے۔ تو آپ ہر اسرائیلی کی ہر حال کی گواہی دیں گے۔ خیال رہے کہ قیامت میں ہر نبی اپنی امت کے موافق یا مخالف گواہی دیں گے۔ مگر ہمارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے نبیوں کے حق میں بھی گواہی دیں گے اور اپنی امت کے حق میں بھی۔ اور امت کی گواہی پر بھی گواہی دیں گے۔ دیگر انبیائے کرام کی گواہیوں اور آپ کی گواہی میں اتنے فرق ہوا گے۔ رب فرماتا ہے **من کل امة بشهید وجئنا بک علی هولاء شهیدا** یہاں جناب مسیح کی گواہی کا ذکر ہے قیامت کا دن حضرات انبیاء خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادائے گواہی کا دن ہو گا۔ اور دنیا کا زمانہ ان کے گواہ بننے کا زمانہ ہے۔ گواہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ گواہ بنتے وقت واردات پر موجود ہو اور گواہی دیتے وقت حاکم کی کچہری میں موجود ہو۔ معلوم ہوا کہ آپ تا روز قیامت تمام اسرائیلیوں کے ہر حال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ ورنہ گواہی کیسی شاہد عام ہے شہید خاص۔ عموماً شاہد اسے کہا جاتا ہے جو صرف واردات کی گواہی دے۔ اور شہید وہ ہوتا ہے جو واردات۔ مدعی کے حالات۔ اس کی ہر بات کی گواہی دے۔ شاہد سے شہید بہت خاص ہے۔ جناب مسیح تمام یہود و نصاریٰ کے ہر حال کے گواہ ہوں گے۔ ان کے خلاف ہر طرح کی گواہی دیں گے۔ آپ چوتھے آسمان پر رہتے ہوئے زمین کے ہر اسرائیلی کے ہر حال سے خبردار ہیں۔ آپ اپنی نظر کے متعلق فرماتے ہیں۔ **وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم**

خلاصہ تفسیر ہماری تفسیر سے معلوم ہو چکا کہ اس آیت کی بہت تفسیریں ہیں جن میں سے ایک تفسیر قوی ہے باقی ضعیف۔ ہم خلاصہ میں وہی ایک تفسیر عرض کرتے ہیں۔ جو نہایت قوی ہے۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے حضرت عیسیٰ کے متعلق جو کچھ بیان کیا وہ حق ہے کہ انہیں قتل یا سولی نہ کیا جا سکا۔ وہ بغیر موت آئے اسی طرح صحیح و سالم آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ اگرچہ ابھی اہل کتاب یہ بات نہ مانیں۔ مگر عنقریب وہ وقت آ رہا ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام پر ویسا ہی ایمان لے آئیں گے جیسا کہ ان کے متعلق قرآن کریم نے خبر دی ہے۔ اور جیسا کہ ان پر مسلمانوں کا ایمان ہے کہ یہودی ان کی نبوت کا اقرار کر لیں گے۔ اور عیسائی ان کی بندگی کا اعتراف کر لیں گے۔ اور ان میں سے کوئی شخص ان کے قتل یا سولی ہو